بسم اللہ الرحمن الرحیم

رؤوس الخوارج

عصر حاضر کے رؤوس الخوارج کے حالات زندگیوں پر ایک طائرانہ نظر

بقلم:

حافظ سعد سعید بھٹوی

الفتن
ALFITAN

ابو محمد المقدسی

القاعدہ کا مفتی اعظم

ابو محمد المقدسی

ابو محمد المقدسی کانام "عصام محمد طاهر محمد محمود سلیمان الحافي العتيبي" ہے۔اس کالقب اس کے شہر برقہ کی طرف نسبت کی وجہ سے "برقاوی" ہے،اور مقدسی کے نام سے مشہور ہے۔یہ 1959 عیسوی میں بیت المقدس کے قریب برقہ میں پیدا ہوا۔مقدسی نے صرف تین سال اپنے شہر برقہ میں گزارے،پھر اس کی والدہ اس کو کویت لے آئی اور مقدسی نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم وہیں سے حاصل کی۔ثانوی تعلیم کے اواخر میں یہ جماعت اسلامیہ کا کارکن بن گیا۔

اس کے بعد اس نے عراق میں موصل یونیورسٹی میں داخلہ لیا اور سائنس کے فیکلٹی میں دو سال کی تعلیم حاصل کی۔پھر شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر سعودی یونیورسٹی میں پڑھنے کے لئے ان سے اسکالرشپ کا وعدہ کیا۔

مقدسی کو شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا تزکیہ تو حاصل ہو چکا تھالیکن وہ سعودی جامعات میں پڑھنے کے قابل نہیں تھا۔چنانچہ اس نے وہیں مدینہ میں رہنا شروع کر دیا اور کبار علماء سے شرعی علوم سیکھنے لگا،جن کے اندر امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کا نام سر فہرست ہے۔

جب یہ سولہ سال کا تھاتب سے اس کے اندر تکفیری سوچ پیدا ہونا شروع ہو گئی تھی۔چنانچہ اس کا "منبر التوحيد والجهاد" کو دیے گئے اپنے انٹرویو میں کہنا تھا کہ میں جب سولہ سال کا تھاتو میرے ایک دوست کے ذریعے مجھ میں جہادی (تکفیری) سوچ پیدا ہونی شروع ہوئی۔

مقدسی نے پھر تنظیم اسلامی کے ساتھ تعلقات استوار کرنا شروع کر دیے۔اس تنظیم اسلامی کا سربراہ محمد بن سرور تھا اور اسی نے کویت میں اخوان المسلمون سے الگ ہونے اور سعودیہ سے نکالے جانے کے بعد اس جماعت کی بنیاد رکھی تھی۔اور اس نے اس تنظیم کا ڈھانچہ مظبوط کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔اور وہیں اس نے عقیدہ،فقہ اور عسکریت کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔اور آہستہ آہستہ اس نے محمد بن سرور (سربراہ تنظیم) کا تقرب حاصل کر لیا اور اس نے اس تنظیم کو کویت اور خلیج عرب میں پھیلا دیا۔

پھر مقدسی کے محمد بن سرور سے اختلافات بڑھنے کی وجہ سے اس نے تنظیم اسلامی کو چھوڑا اور اس "جماعة القطبيين" کا کارکن بن گیا کہ جس جماعت کی سید قطب کے مدرسے کی طرف نسبت تھی اور اس کا سربراہ سید یوسف عید تھا کہ جو ان لوگوں میں سے ایک تھا کہ جو سید قطب کے ساتھ قید تھے،اور ان پانچ لوگوں میں شامل تھا کہ جن کے بارے میں سید قطب نے اپنے رفیقوں کے بارے میں سوال کیے جانے پر جن پانچ لوگوں کا نام لیا تھا۔

اس مرحلے کے بعد مقدسی اس جماعت کے ساتھ شامل ہو گیا کہ جو جہیمان العتیبی کی جماعت کہلاتی ہے۔اور ان کے عقائد سے متاثر ہوا اور اس نے اس جماعت میں شامل کئی شیوخ سے علم حاصل کیا(کہ جو سب کے سب تکفیری تھے)اور یہ تقرب ان اسباب میں سے ایک تھا کہ جن اسباب کی وجہ سے اس نے پچھلی جماعت کو علیحدگی اختیار کی تھی۔

مقدسی جہیمان کی اس کے تیزی سے بڑھنے اور سعودیہ کے مالدار علاقوں میں اپنی جڑیں مضبوط کرنے کی تعریف کیا کرتا تھا۔ لیکن اس نے اس کی کئی جگہ پر اس کے فیصلوں کو قبول نہ کرتے ہوئے رد بھی کیا، جن میں سر فہرست یہ تھا کہ جہیمان کا کہنا تھا کہ سعودی پولیس کی تکفیر نہیں کرنی چاہیے، لیکن اس نے مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ نہیں وہ سب کے سب کافر ہیں اور ان کی تکفیر کرنی چاہیئے۔ اور جہیمان نے بھی اس کے اس فتویٰ کی وجہ سے اپنے فیصلے کو رد کرتے ہوئے اس کے فتویٰ کی تائید کی۔ لہٰذا اس کے اس فتوی کی وجہ سے جہیمان کے پیروکاروں کیلئے 1980 میں حرم مکی کے اندر حملہ کرنا آسان ہو گیا اور وہ بے دھڑک حملہ کرنے کیلئے تیار ہو گئے۔

اسی دوران 80 کی دہائی گزر چکی تھی۔ پھر اس نے افغانستان چکر لگانا شروع کر دیے، اور اس کے بعد سب سے پہلے اس نے افغانستان میں جس معسکر میں داخلہ لیا وہ معسکر "صدی" تھا کہ جس کی ادارت شیخ ڈاکٹر عبد اللہ عزام کر رہے تھے۔ چنانچہ وہاں اس نے عسکری تربیت حاصل کی۔ پھر اس کے شیخ عبد اللہ عزام کے ساتھ، اخوان المسلمون کے ساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے اختلافات بڑھ گئے اور اس نے اس معسکر کو چھوڑ دیا۔

اس کے بعد مقدسی نے القاعدہ کے خوست میں موجود ان معسکرات کی طرف رخ کیا کہ جو القاعدہ نے صرف اپنے ذاتی اہلکاروں کیلئے ان کو سخت عسکری تربیت دینے کیلئے بنا رکھے تھے، اور اس میں موجود تمام افراد عربی تھے۔ وہاں اس کی حیثیت ایک قائد کی رہی۔ لیکن مقدسی اس معسکر کو القاعدہ کے کسی راہنما کے ساتھ اختلافات بڑھنے کی وجہ سے، چھوڑ کر معسکر فاروق چلا گیا۔

اس کے بعد مقدسی پاکستان اور افغانستان کے چکر لگاتا رہا اور اسی دوران اس کی ملاقات عمر عبد الرحمان سے ہوئی، کہ جس کو 2014 میں اس کی تخریبی کاروائیوں کی وجہ سے امریکہ نے اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور وہ اسی قید کے دوران ہی فوت ہو گیا۔ اسی طرح اس کی ملاقات القاعدہ کے بڑے راہنماؤں مثلاً "ایمن الظواہری، ابو عبیدہ المنشیری، ابو حفص المصری اور ابو مصعب السوری" سے ہوئی۔

اس کے بعد یہ 1996 میں اردن آیا اور ابو مصعب الزرقاوی کے ساتھ ایک باغی تنظیم "بیعۃ الامام" کی مدد کے الزام کے باعث 15 سال کیلئے قید کر لیا گیا لیکن 1999 میں ملک عبد اللہ ثانی نے اپنے عہدے کے آغاز میں ان سب کو معاف کرتے ہوئے ان کی آزادی کا پروانہ جاری کر دیا۔

اسکے بعد یہ تھوڑی تھوڑی دیر کیلئے کئی مرتبہ گرفتا ہوا، اور پھر یہ اردن کی جیل میں 1001 سے لیکر 2006 تک پانچ سال قید رہا۔ اور اسکے بعد سے لیکر آج تک اس نے اردن کو ہی اپنا مسکن بنایا ہوا ہے۔

ایک بات یاد رہے کہ مقدسی جتنی تنظیموں کا کارکن بنا، ان سب میں اسے مرکزی قائدین میں سے شمار کیا جاتا رہا اور اسے تنظیم کے مرکزی مفتی کی حیثیت حاصل رہی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ علماء کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان سے استفادہ کرنے کی وجہ سے علمی طور پر مضبوط تھا۔ اسی طرح اگر ہم رؤوس الخوارج پر نظر دوڑائیں تو مقدسی ان میں سے سب سے زیادہ علمی طور پر پختہ ہے۔ اسی طرح مقدسی کا سب سے مشہور شاگرد جو کہ خود بھی رؤوس الخوارج میں شامل ہے، ابو مصعب الزرقاوی ہے۔

الزرقاوی ہی نے وہ تنظیم قائم کی جو بعد میں دولت اسلامیہ فی العراق والشام (داعش) میں تبدیل ہوئی۔ اردن میں دونوں کو ۱۹۹۰ء کے اواخر میں غیر قانونی اور غیر شرعی طور پر جہاد شروع کرنے کے الزام میں جیل میں ڈال دیا گیا۔ الزرقاوی کو ۱۹۹۹ء میں رہا کر دیا گیا۔ اس نے انتہا پسندی کے راستے پر چلتے ہوئے جنگ کے بعد کے عراق میں فرقہ وارانہ بنیاد پر انتہائی پر تشدد واقعات کی بنیاد ڈالی۔ اس نے قتل و غارت اس قدر عام کی کہ کئی تقریروں میں المقدسی نے اپنے سب سے عزیز شاگرد کو بھی شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔

مقدسی کی تصنیف کردہ کتب:

- الكواشف الجليه في كفر الدولة السعوديه
- ملة ابراہيم ودعوة الانبياء والمرسلين
- هذه عقيدتنا
- امتاع النظر فى كشف شبهات مرجئة العصر
- تبصير العقلاء بتلبيسات اہل اتهجم والارجاء
- الرسالة الثلاثينيه في التحذير من الغلو في التكفير
- كشف شبهات المجادلين عن عساكر الشرک وانصار القوانين
- وقفات مع ثمرات الجهاد

اور اس کے علاوہ بھی اس کی کئی کتب ہیں۔ جن میں اس نے مسلمانوں کی تکفیر کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ یہاں ایک بات ملحوظ خاطر رہے کہ اس کی کتاب" الرسالة الثلاثينيه في التحذير من الغلو في التكفير "سے کوئی دھوکہ نہ کھائے کہ اس نے تکفیر کی قباحت کو ظاہر کرنے کیلئے ایک کتاب لکھ دی ہے تو وہ کیسے کسی کو کافر اور مرتد کہہ سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات کہنا زیادہ مناسب ہو گی کہ اس نے اپنی کتاب میں تکفیر کی قباحت ظاہر کرنے کی بجائے یہ بیان کیا ہے کہ تکفیر کیسے اور کس کی کرنی ہے۔ (دلائل آنے والی سطور میں ملاحظہ فرمائیں)

مقدسی کے عقائد و فتاوی:

- اس کا ایک قول اس قدر مشہور ہے کہ آج ہر تکفیری استشہادی کی زبان سے سننے کو ملتا ہے:
  "الدنيا كلها اليوم دار كفر،ولا استثنى من ذٰلک حتى مكة والمدينة"(1)

آج کے زمانے میں ساری دنیا دار کفر ہے اور اس زمین کا کوئی بھی ٹکڑا ایسا نہیں کہ جو دار الکفر نہ ہو یہاں تک کہ مکہ اور مدینہ بھی (یعنی یہ دونوں بھی دار الکفر ہیں)

- اس طرح اس کا ایک قول یہ ہے:
  "الأصل في الناس اليوم الكفر مطلقاً"(2)
  آج کے زمانے میں سارے لوگ مطلقاً کافر ہیں۔

---

(1) ثمرات الجهاد للمقدسی۔ص،14

(2) هذه عقيدتنا للمقدسی. ص،14

- مقدسی ہر اس عالم کی تکفیر کرتا ہے کہ جو اس کے ساتھ تکفیر حکام میں شریک نہیں ہوتے۔

چنانچہ وہ اپنی کتاب "هذه عقيدتنا" میں لکھتا ہے:

ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جو عالم طاغوت یا کافر حاکم کی بیعت کرے اور وہ حاکم اس کو اس کا کچھ صلہ دے یا وہ عالم اس حاکم کی مدد کرے اور اس کے ساتھ دوستی لگائے تو وہ عالم کافر اور مرتد ہے۔[3]

- اسی طرح وہ اپنے مزعومہ کفار حکام اور ان کی عوام کے بارے میں لکھتا ہے:

"ونعتقد؛ أن قتالهم أولى من قتال غيرهم، لأن كفر الردة أغلظ بالإجماع من الكفر الأصلي ولأن جهاد الدفع مقدم على جهاد الطلب"[4]

ہم اس بات کا عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے قتال کرنا ان کے علاوہ کافروں سے قتال کرنے سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ کفر ارتداد بالاجماع کفر اصلی سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ اسی طرح مدافعتی جہاد جہاد طلب پر مقدم ہے۔

- اسی طرح وہ اہل قبلہ سے قتال کرنا یہود سے قتال کرنے سے زیادہ افضل سمجھتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے:

"اعتقد بان جهاد المرتدين اولى من قتال اليهود"[5]

میں اس بات کا عقیدہ رکھتا ہوں کہ مرتدین سے جہاد کرنا یہود کے ساتھ قتال کرنے سے زیادہ افضل اور ضروری ہے۔

اور اس کی دلیل اس نے یہ دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"يا ايها الذين آمنوا قاتلوا الذين يلونكم من الكفار واليجدوا فيكم غلظة" (التوبة:)

اے ایمان والو! اپنے نزدیک کے کافروں سے لڑو اور چاہیے کہ وہ تم میں سختی پائیں۔

چنانچہ اس کا کہنا ہے کہ یہ لوگ تو ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ لہٰذا ان سے پہلے لڑنا چاہئے۔

- اسی طرح وہ گناہگار مسلم کو بھی کافر کہتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اگر کسی مسلم مرد یا عورت نے کسی کافر مرد و عورت سے شادی کر لی تو اس نے ایسی چیز کو حلال کیا کہ جس کو اللہ نے حرام کیا تھا۔ اور جو شخص اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کرتا ہے وہ کافر ہے لہٰذا یہ شخص کافر اور مرتد ہے۔[6]

- مقدسی حکام کو یہود و نصاریٰ سے بدترین کافر اور مرتد قرار دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"ان كفر هذه الحكومات،سواء كان كفراً اصلياً ام كفر ردة،فهو شر من كفر اليهود والنصارىٰ"[7]

---

(3) هذه عقيدتنا للمقدسی ص،32

(4) هذه عقيدتنا للمقدسی-ص،37

(5) مقابلة نداء الاسلام للمقدسی-ص،10

(6) اجوبة اسئلة اللقاء المفتوح لاعضاء شبكة شموخ الاسلام(21)

(7) رسالة بعنوان: سيذكر من يخشى ص،3-4

بیشک ان حکمرانوں نے کفر کیا ہے چاہے وہ کفر اصلی ہو یا کفر ارتداد۔ لہٰذا ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے زیادہ گندا اور غلیظ ہے۔

- اسی طرح اس کا کہنا ہے کہ جو ان حکمرانوں کی تکفیر نہیں کرتا، چاہے اس نے اس معاملے میں خاموشی ہی کیوں نہ اختیار کی ہو، وہ کافر اور مرتد ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اگر کوئی شخص ان حکام کی تکفیر نہیں کرتا اور اس معاملے میں خاموشی اختیار نہیں کرتا۔ تو چاہے وہ مدرس، چارپائی بنانے والا یا امام مسجد ہی کیوں نہ ہو۔ تو وہ انہی میں سے ہے اور اس کا حکم بھی ان حکمرانوں والا ہے۔[8] (یعنی وہ بھی کافر اور مرتد ہے) والعیاذ باللہ العظیم

- اسی طرح مقدسی باقی رؤوس الخوارج کی طرح شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر کرتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم ابن باز اور ابن عثیمین کو کافر قرار دیتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا:

میں نے ان کے بارے میں سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:
"دعه ،لا يتحدث الناس ان محمداً يقتل اصحابه"
اس کو چھوڑ دو تاکہ لوگ یہ بات نہ کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔[9]

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ایک صحابی کی طرف سے عبد اللہ بن ابی کے قتل کی اجازت طلب کرنے پر کی تھی اور مقدسی اس بات سے یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ یہ دونوں منافق ہیں اور اگر لوگ اعتراض نہ کرتے کہ یہ اپنے ہی علماء کو قتل کر رہے ہیں تو میں ان دونوں کو قتل کر دیتا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک)

- اسی طرح یہ باقی علماء کی تکفیر کرتے ہوئے انہیں خوارج، سلفی لباس میں چھپے ہوئے مرتد اور مشائخ کا لقب رکھنے والے کافر قرار دیتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اللہ ہمیں ان کی تلبیسات سے بچائے۔ یہ لوگ اپنے آپ کو مشائخ کہلواتے ہیں حالانکہ یہ سلفی لبادے میں چھپے ہوئے مرتد ہیں۔ اور اپنی نیکی کو ظاہر کرتے ہوئے اپنے آپ کو ولی اللہ کہلوانا خوارج اور معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ لہٰذا یہ خوارج ہیں۔[10]

یہ چند اس کے بنیادی تکفیری عقائد تھے، جن کی ایک ایک جھلک ہم نے قارئین کے سامنے رکھی ہے۔ تاکہ قارئین اس بات کو بخوبی جان لیں کہ صرف اپنے آپ کو ہی امت محمدیہ کے پیروکار اور مسلمان سمجھنے والے خارجی کس قدر گھٹیا سوچ کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے اللہ ہمیں ان کی تلبیسات اور شیطانی ہتھکنڈوں کا شکار ہونے سے بچائے۔

آمین یا ارحم الراحمین

---

(8) مناصحة وتذكير للمقدسی۔ص،3۔4
(9) لقاء خاص مع ابی محمد المقدسی ۔مجلة العصر الالكترونية ص،17
(10) ملة ابراہیم ص،33

اسامہ بن لادن

القاعدہ کا سابقہ قائد و امیر

اسامہ بن لادن کا تعارف اور تکفیری افکار

اسامہ بن لادن کا مکمل نام اسامہ بن محمد بن عوض بن لادن ہے۔یہ 10 مارچ 1957ء کو سعودیہ عرب(جزیرۃ العرب) کے دارالحکومت ریاض میں پیدا ہوئے۔

اس کا تعلق سعودی عرب کے مشہور رئیس خاندان بن لادن خاندان سے ہے۔

اسامہ بن لادن نے ابتدائی تعلیم سعودی عرب سے ہی حاصل کی۔ بعد ازاں اس نے ریاض کی کنگ عبد العزیز یونیورسٹی سے ماسٹر ان بزنس ایڈمنسٹریشن (MBA) کیا۔اسامہ بن لادن کے بارے میں بعض مغربی صحافیوں کا ماننا ہے کہ اس نے لندن کی کسی یونیورسٹی سے انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی تھی، تاہم اس کے شواہد نہیں ملے۔

80 کے عشرے میں اسامہ بن لادن کمیونسٹوں سے جہاد کرنے کے لیے افغانستان آگئے۔جب مجاہدین کے ہاتھوں روس کی شکست کے بعد جب مجاہدین کی قیادت افغانستان میں اقتدار کے حصول کے لیے آپس میں جھگڑ پڑی تو اسامہ بن لادن مایوس ہو کر سعودی عرب چلے گئے۔

پھر حالات کے ناساز گار ہونے کی وجہ سے سوڈان چلے گئے۔اور سوڈان میں بیٹھ کر اسامہ بن لادن نے دنیا بھر میں امریکی مفادات پر حملوں کا مشہور فتویٰ بھی جاری کر دیا۔ جس کو ساری دنیا میں شہرت ملی یہاں تک کہ اسامہ بن لادن کی امریکہ مخالف جدوجہد کی بازگشت امریکی ایوانوں میں سنائی دینے لگی۔یہ وہ وقت تھا کہ جب تنزانیہ اور نیروبی میں امریکی مفادات پر کامیاب حملوں کے بعد سوڈانی حکومت کو اسامہ بن لادن کی سوڈان میں موجوگی پر شدید امریکی دباؤ کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

اسی دوران طالبان کابل فتح کر کے تقریباً 60 فیصد افغانستان پر قدم جما کر ایک مستحکم حکومت قائم کر چکے تھے۔اسی سال یعنی 1996ء میں اسامہ بن لادن اپنے ایک پرائیویٹ چارٹرڈ جہاز کے ذریعے افغانستان پہنچے جہاں انہیں طالبان کے امیر ملا محمد عمر اخوند کی جانب سے امارات اسلامیہ افغانستان میں سرکاری پناہ حاصل ہوگئی۔اسامہ بن لادن نے افغانستان کے مانوس ماحول میں بیٹھ کر اپنی تنظیم القاعدہ کو از سر نو منظم کیا اور دنیا بھر میں امریکی مفادات کو نشانہ بنانے کی کاروائیاں تیز کر دیں۔اسامہ بن لادن نے اپنے ٹھکانے زیادہ تر جلال آباد سے قریب تورا بورا میں قائم کئے۔1997ء میں امریکی صدر بل کلنٹن نے اسامہ بن لادن کی حوالگی کے لیے طالبان پر دباؤ ڈالا مگر طالبان نے اپنے مہمان کو امریکہ کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ جس کے بعد طالبان اور امریکہ میں تلخی کافی بڑھ گئی۔

ان کی سوچ اور فکر میں دوسرے نوجوانان اسلام کی طرح ایک جزبہ تھا۔وہ پختہ عالم دین نہیں تھے اور ان کے کسی استاد کے بارے میں معلوم نہیں۔اسی وجہ سے حروری افکار کے مالک لوگوں کیلئے ان کی فکر وسوچ کو بدلنا آسان ہو گیا اور اسی وجہ سے اسامہ بن لادن تمام مسلم ممالک کی کھلم کھلا تکفیر کرنے لگے۔

اسامہ بن لادن کی زندگی یا اعمال وافعال کے دو پہلو ہیں۔ جہاں تک ان کے امریکہ کے ظلم وستم کے خلاف جہادو قتال کا معاملہ ہے تو علماء اس کی عموما تحسین کرتے ہیں جبکہ مسلم ممالک اور مسلم حکمران وعوام کے خلاف ان کے افکار و نظریات اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھا بھی جائے۔ کیونکہ اسامہ بن لادن سید قطب اور ابو الاعلیٰ مودودی کی تکفیری فکر وسوچ سے بڑی مماثلت رکھتے تھے۔

اور ایک مجلس میں "منتصر الزیات" نے بھی اس بات کی تائید کی کہ افغانستان میں اسامہ کے 1988 عیسوی میں ایمن الظواہری سے ملنے کے بعد سے ایمن الظواہری کو اسامہ بن لادن کی تمام فکری پالیسیوں میں تکفیری سوچ داخل کرنے کا موقع ملا۔[11]

چنانچہ اسامہ بن لادن نے گناہ گار شخص کو کافر قرار دیا۔ اور اس نے ہر اس شخص کی تکفیر کی جس نے اس کی غلط نظریہ کی موافقت نہیں کی۔ اور اس وقت سعودی حکومت کو کافر قرار دیا کہ جب ان میں شیخ البانی اور شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہما جیسے جلیل القدر علماء موجود تھے اور سعودی حکمران کوئی فیصلہ بھی ان کی اجازت لیے بغیر نہیں کرتے تھے۔ اور صرف اسی پر بس نہیں بلکہ اس نے تو کبار علماء جیسا کہ امام عبد العزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی معاف نہیں کیا اور ان پر طعن و تشنیع کی۔ لہٰذا اہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس کے چند تکفیری افکار پر روشنی ڈالیں:

اسامہ بن لادن کے بنیادی تکفیری افکار

- **اسامہ بن لادن تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں کو کافر قرار دیتے ہوئے کہتا ہے:**

اے امت مسلمہ! ظلم اور سرکشی کے خلاف کھڑے ہو جاؤ، اور ان خائن حکومتوں کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے شہری بائیکاٹ کر دو یہاں تک کہ یہ خائن حکومتیں ختم ہو جائیں۔ اور مرتد اور منافق لوگوں کے خلاف کہ جنہوں نے امت کو قتل کیا ہے (مطلب حکمران) خروج اور بغاوت کھڑی کرو۔[12]

اس کی اس بات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس نے ان حکمرانوں کو تصریحا کافر قرار دے دیا ہے۔

اسی طرح وہ اپنے ایک رسالے میں وہ امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے یہود کے ساتھ صلح کے فتوے کو اپنی کج فہمی کے باعث باطل قرار دیتا ہے۔

اسی طرح اسامہ بن لادن کہتا ہے:

اے لوگو! اللہ سے ڈر جاؤ اور ان طاغوتوں اور ظالم حکمرانوں سے کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف اعلان جنگ کیا ہے دوری اختیار کرو اور سچے لوگوں کا ساتھ اختیار کرو۔[13]

ایک اور جگہ پر کہتا ہے:

---

(11) جريدة الشرق الاوسط، عدد: 9203

(12) كلمه بثتها قناة الجزيرة بتاريخ: 2004/1/4، دليل الحركات الاسلامية ص: 229

(13) كلمه بثتها قناة الجزيرة بتاريخ: 2004/1/4، دليل الحركات الاسلامية ص: 7

بیشک یہ مرتد حکام کہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ شروع کی ہے، یہ نہ ہی شریعت قائم کرتے ہیں اور نہ ہی انہیں مسلمانوں پر حکومت کرنے کا حق حاصل ہے، اور نہ ہی وہ امت کی مصلحت کے بارے میں سوچتے ہیں۔ (14)

پھر کہتا ہے:

ان حکام کے کافر اور فاجر ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ شہروں پر حملے کرتے ہیں اور لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ (15)

اسی طرح اسامہ بن لادن نے سعودی عرب کے تین اعلیٰ حکام کی صریح تکفیر کرتے ہوئے ان کو کافر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ اس نے ملک صالح بن عبد العزیز کے بارے میں کہا:

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دین قائم ہے اور یہ ہمارا امام ہے تو ان کی یہ بات غلط ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔ اور وہ انگریزوں اور ان کے حواریوں کی قوت و مدد کے ساتھ بر سر اقتدار ہے۔ اور یہی کام سلطنت عثمانیہ کے سقوط کے بڑے اسباب میں سے ایک تھا۔ اور اس پر مستزاد یہ شخص اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے، لہٰذا یہ ناممکن ہے کہ اس کو امام مانا جائے، کیونکہ جب حاکم کافر ہو تو وہ دین کو باقی نہیں رکھتا۔ (16)

اسی طرح اس نے اپنے ایک قول میں حکمرانوں کو ملحد، فاجر، ظالم اور زندیق قرار دیا ہے اور علماء کو تلقین کرتے ہوئے کہتا ہے:

واليوم لا بد من ورثة النبوةِ أن يحملوا هذا الحق , يقتدوا بهديه عليه الصلاة والسلام , ولايستقيم أمر الدين وعلماء الأمة تحت قبضة الملحدين والفاجرين والظالمين والزنادقة والملحدين , لايستطيعوا أن يقولوا كلمة الحق۔ (17)

آج کے دور میں علماء کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس حق کے پرچم کو اٹھائیں اور نبی ﷺ کی اقتدا کریں اور اس دین کے معاملے کو ان ملحدوں، زندیقوں، فاجروں اور ظالموں کے زیر سایہ نہ رہنے دیں کیونکہ وہ اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ وہ کلمہ حق کہہ سکیں۔

تو ان تمام اقوال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی فکر و سوچ خوارج کی فکر و سوچ جیسی ہے۔

- **اسامہ بن لادن کبار علماء پر طعن کرتا ہے اور ان پر خیانت کی تہمت لگاتا ہے۔**

ابن لادن نے تمام بڑے بڑے علماء کے بارے میں کہا ہے کہ وہ سب کے سب گمراہ، جھوٹی گواہی دینے والے، حق کے خلاف بات کرنے والے ہیں اس لیے ان کا بائیکاٹ کرنا لازم ہے اور لوگوں کو ان سے دور رکھنا ضروری ہے۔

---

(14) كلمه بثتها قناة الجزيرة بتاريخ :2004/1/4،دليل الحركات الاسلامية ص:5

(15) توجيهات منهجية:1،ص:18

(16) توجيهات منهجية:1،ص: 33

(17) خطبة عيد الفطر،۱۴۲۰/ص:۹

اسی طرح اس کا کہنا ہے کہ مملکت سعودی عرب نے لوگوں کو دھوکہ میں رکھنے کیلئے اسلام کا لبادہ اوڑھتے ہوئے ایک فتویٰ کمیٹی تشکیل دی ہے کہ جس میں انہوں نے ایمان فروش علماء کو بٹھایا ہے۔ چنانچہ جب انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہوتا ہے تو اس خود ساختہ کمیٹی سے فتویٰ لیکر وہ بے دھڑک وہ کام کر گزرتے ہیں اور لوگ ان پر اعتراض بھی نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنے ملک کو امریکیوں کیلئے حلال قرار دے دیا اور اپنی اس کمیٹی سے فتویٰ دلا کر اپنے شہریوں کو مطمئن کر لیا حالانکہ وہ تمام علماء علمائے سوء ہیں۔ اور ان کے فتوے کی کوئی حیثیت نہیں۔ پھر علماء پر تہمت لگاتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ منافق اور درہم و دینار کے بندے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے ایمان کا سودا کر لیتے ہیں۔[18]

اسی طرح الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ پر گندا ترین بہتان باندھتے ہوئے کہتا ہے:

امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آخری عمر میں دنیا کو حاصل کرنے کیلئے دین کو بیچ ڈالا۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)

پھر وہ کہتا ہے کہ لوگ میری اس بات تعجب کرتے ہیں کہ جس آدمی نے پوری زندگی اسلام کی خدمت میں گزاری ہو وہ آدمی کیسے اپنی آخری عمر میں اپنی آخرت کو بیچ سکتا ہے؟ تو میں ان کو جواب دیتا ہوں کہ انسان معصوم نہیں اور وہ کوئی بھی گناہ کر سکتا ہے۔

اور پھر کہتا ہے کہ امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ امت کو ستر سال کی گمراہی میں دھکیل دیتے ہیں۔

اور کہتا ہے کہ امام ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ ان کے فتاویٰ کے پس پردہ باطل کو پھیلنے کا موقع ملا ہے۔

اسی طرح وہ سمجھتا ہے کہ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے یہودیوں اور صلیبیوں کو بلاد الحرمین اور بیت المقدس میں درآنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ان کے فتاویٰ امت کو دھوکے میں رکھتے ہیں۔

اسی طرح وہ دعویٰ کرتا ہے کہ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جہاد سے دور کرنے والے اور زمین میں ہمیشہ رہنے کی خواہش پیدا کرنے والے، بیت المقدس کی حرمت کو پامال کرنے والے اور دشمن کی کوششوں کو مدد فراہم کرنے والے ہیں۔[19]

- اسامہ بن لادن گناہوں اور معاصی کے مرتکب شخص پر کافر ہونے کا فتویٰ لگاتا ہے حالانکہ وہ کفریہ کام نہیں ہوتے۔

اس کا کہنا ہے کہ بنکوں کا سود ایسا کفر ہے کہ جو دین سے خارج کر دینے والا ہے۔ تو کہتا ہے کہ:

کسی صادق آدمی کیلئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ گنا صرف کبیرہ گناہ ہے بلکہ یہ سود جو ہمارے معاشرے میں پایا جاتا ہے وہ ایک طرح سے شریعت سازی ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ (الشوری:21)

---

(18) توجیهات منهجية:1،ص: 17/16

(19) توجیهات منهجية:1،ص: 41 (نوٹ: پچھلے تمام اقوال کا یہی حوالہ ہے)

کیا ان کے اور شریک ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا وہ طریقہ نکالا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی؟[20]

- اسامہ بن لادن اس شخص کو بھی کافر قرار دیتا ہے کہ جو ان کے افعال کی موافقت نہ کرے یا ان کے امریکہ کے اندر کیے گئے ورلڈ ٹریڈ سنٹر پر حملے کو غلط قرار دے۔

چنانچہ وہ کہتا ہے کہ اس حملے نے دنیا میں دو گروہ بنا دیے ہیں۔ ایک وہ گروہ کہ مومن ہے کہ جو ہمارے اس فعل کو صحیح تسلیم کرتا ہے اور دوسرا وہ گروہ ہے کہ جو کافر ہے کیونکہ وہ ہمارے اس فعل کو صحیح تسلیم نہیں کرتا اور اس طرح سے وہ کافروں کی مدد کرتے ہوئے کافر بن جاتا ہے۔ لہٰذا ہر مسلم پر یہ بات ضروری ہے کہ وہ نصرت دین کیلئے کھڑا ہو جائے کیونکہ ایمان کی ہوا چل چکی ہے، اور جزیرہ محمد ﷺ سے باطل کو نکالنے کا وقت آ گیا ہے۔[21]

- اسامہ بن لادن تمام اسلامی ممالک خصوصاً حرمین میں حملہ کرنے کو جائز سمجھتا ہے۔

اسی لئے وہ کہتا ہے: ہم نے امت کو اس بات پر ابھارا ہے کہ وہ حرمین کی سرزمین سے غاصب دشمن کو مار بھگائیں، تو جوانوں میں سے چند نوجوانوں نے ہماری بات مان لی اور ان کے نام یہ ہیں: خالد سعید، عبد العزیز المعثم، ریاض الہاجری، مصلح الشمرانی۔ اور ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اللہ ان کی شہادت کو قبول کرے گا۔ اور انہوں نے امت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ تو ہم ان نوجوانوں کو بطل عظیم کے روپ میں دیکھتے ہیں۔ اور یہی مجاہدین ہیں کہ جنہوں نے نبی ﷺ کی پیروی کی ہے کہ ہم نے ترغیب دلائی اور انہوں نے قبول کر لی۔[22]

تو یہ چار افراد تھے کہ جنہوں نے سعودی عرب میں سب سے پہلے دھماکے کیے۔ اور ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ پر اس حملے کے بارے میں کبار علماء کے وہ فتاویٰ جات بھی ذکر کر دیں، جو انہوں نے اس حملے کے بارے میں دیے۔ چنانچہ ان سب کے فتاویٰ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اس طرح کا حملہ کرنا حرام ہے اور اس پر وہ دلائل دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بغاوت گناہ ہے اور کئی بڑے جرموں کی آماجگاہ ہے کہ جس میں خیانت، دھوکہ اور جانوں، مالوں اور امن کی دین میں بیان کردہ حرمت کو پامال کرنا شامل ہے کہ جن کا ارتکاب فسق و فجور میں مبتلا شخص ہی کر سکتا ہے کہ جس کا سینہ کینے، حسد، خیانت، سرکشی اور خیر کی ناپسندیدگی سے بھرا ہو اور وہ زندگی سے تنگ ہو۔

چنانچہ مسلمانوں نے اس کی حرمت اور اس جرم کی سنگینی میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ اور اسی طرح آیات و احادیث اس جرم کی حرمت کو کھول کھول کر واضح کرتی ہیں۔

تو علماء فرماتے ہیں کہ جو یہ کام کرے گا تو وہ گناہ گار ہے اور اس کا یہ فعل کئی بڑے جرموں کی آماجگاہ ہے کہ جس میں خیانت، دھوکہ اور جانوں، مالوں اور امن کی دین میں بیان کردہ حرمت کو پامال کرنا شامل ہے کہ جن کا

---

(20) توجيهات منهجية:1،ص: 34

(21) خطبته بعد التفجير بتاريخ:1422/7/20ھ

(22) خطبته بتاريخ:1423ھ

ارتکاب فسق وفجور میں مبتلا شخص ہی کر سکتا ہے کہ جس کا سینہ کینے، حسد، خیانت، سرکشی اور خیر کی ناپسندیدگی سے بھرا ہو اور وہ زندگی سے تنگ ہو، لیکن یہ لوگ کہتے ہیں کہ ان حملہ آوروں نے امت کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور انہوں نے ان کو شہداء کالقب بھی دیا ہے۔

اور اس کے رسالوں میں سعودی عرب کے وہ لوگ کہ جو تکفیر کے سردار سمجھے جاتے ہیں، ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے:

اللہ ہمارے شہید بھائیوں پر رحم فرمائے چاہے وہ فلسطین، عراق، "**بلاد حرمین**" یا دنیا کے کسی بھی کونے میں بھی شہادت کے درجے پر فائز ہوئے ہوں۔ اسی طرح اللہ شیخ یوسف العییری، ابو علی الحارثی، خالد الحاج، عبد العزیز المقرن، عیسیٰ العوشن اور ان کے تمام ساتھیوں پر بھی رحم فرمائے۔

یہاں یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ جن لوگوں کا اس نے ذکر کیا ہے، ان کا شمار القاعدہ تنظیم کے قائدین میں کیا جاتا ہے۔ اور یہ سارے کے سارے یکے بعد دیگرے نبی ﷺ کی حدیث کہ:

"كلما خرج قرن قطع"

(سلطنت اسلامیہ میں) کوئی بھی سینگ (باغی) نکلے گا تو اسے کاٹ دیا جائے گا۔

کے مصداق بن کر قتل کر دیے گئے۔

اسامہ بن لادن کے بارے میں کبار علماء کے فتاویٰ:

اسامہ بن لادن کے اسی افعال کی وجہ سے امام البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

میں حقیقت میں ان کے اسلام کے متعلق شک میں ہوں (کہ وہ مسلمان ہیں بھی یا نہیں) اور میں دو معاملات میں اس کے بارے میں شک میں مبتلا ہوں:

- مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ یہ اسلام کے دشمن ہیں جو اہل اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں۔
- اور اگر یہ بات نہیں، تو وہ مسلمان تو ہیں لیکن پرلے درجے کے جاہل ہیں۔[23]

شیخ صالح الفوزان رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

جو بھی مسلم حکمران کی تکفیر کرے اور اس تکفیری فکر کی طرف دعوت دے جس کی طرف اسامہ بلاتا ہے تو وہ خارجی ہے۔ کیونکہ سابقہ خوارج کی فکر بھی یہی تھی۔ اور اسامہ بن لادن اور ظواہری رؤوس الخوارج ہیں۔[24]

اسی طرح مفتی عبد العزیز آل الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ وہ گمراہ کرنے والا ہے۔ اور جو بندہ عالم نہیں تو اس کیلئے جائز نہیں کہ وہ اس کے خطابات سنے۔[25]

اور الشیخ صالح اللحیدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کے اعمال اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ وہ جاہل اور گمراہ ہے۔[26]

---

(23) السلسلة الصحيحة: ۱۲۴۰/۷

(24) لنک: https://www.youtube.com/watch?v=JEJG36z66t0

(25) لنک: https://www.youtube.com/watch?v=De3a5wXb6w4

(26) لنک: https://www.youtube.com/watch?v=De3a5wXb6w4

اختتامیہ:

ہم نے اسامہ بن لادن کا تعارف اور بنیادی افکار ذکر کیے ہیں۔ تا کہ امت مسلمہ کا کوئی بھی نوجوان اپنی جذباتیت کی وجہ سے ان تنظیموں کا کارکن بننے کی بجائے ان کے عقائد کا مطالعہ کرکے جہادیوں کے لبادے میں چھپے ان تکفیریوں کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔ اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ اللہ امت مسلمہ کو ان کی شرور سے بچائے۔
آمین

وما علینا الا البلاغ المبین

ایمن الظواہری

القاعدہ کا قائد و امیر

ایمن الظواہری

تعارف:

اس کا اصل نام ایمن محمد ربیع الظواہری ہے۔ جو کہ صرف ایمن الظواہری کے نام سے جانا جاتا ہے۔ 19 جون 1951 کو مصر میں پیدا ہوا۔ ایمن الظواہری کا تعلق شمالی مصر میں ڈاکٹروں اور ماہرین تعلیم کے متوسط طبقے کے ایک خاندان سے ہے۔وہ پیشے کے اعتبار سے آنکھوں کا ایک سرجن ہے۔

القاعدہ کے سربراہ کے طور پر بن لادن کا جانشین منتخب ہونے والے الظواہری نے چھوٹی عمر سے ہی عملی سیاسی میں بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا تھا۔

اس مصری شہری کی عمر ابھی 20 سال بھی نہیں تھی کہ وہ ملک کی سب سے پرانی اسلام پسند تنظیم اخوان المسلمین میں شامل ہو گیا تھا۔ بعد میں الظواہری زیادہ شدت پسند نظریات کی حامل تنظیم جہاد اسلامی کے رکن بن گیا تھا، جس کے عسکریت پسندوں نے 1981 میں مصری صدر انور السادات کو قتل کیا تھا۔ انور السادات کے قتل کی وجہ ان کا اسرائیل کے ساتھ امن معاہدہ طے کرنا بنا تھا۔ صدر سادات کے قتل کے بعد مصر میں جو سینکڑوں مسلمان عسکریت پسند گرفتار کیے گئے تھے، ان میں الظواہری بھی شامل تھے۔

ایمن الظواہری نے غیر قانونی اسلحہ اپنے پاس رکھنے کے الزام میں جو تین سال جیل میں گزارے، انہی تین برسوں میں اس مصری ڈاکٹر کے نظریات مزید شدت پسندانہ ہو گئے تھے۔ 1985 میں جیل سے اپنی رہائی کے بعد ایمن الظواہری سعودی عرب چلے گئے تھے اور پھر وہاں سے افغانستان۔ افغانستان میں سوویت یونین کے فوجی دستوں کے خلاف جنگ کے دوران اس آئی سرجن نے اس دور کے مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو کر بطور ایک معالج کے اپنی خدمات انجام دیں۔ساتھ ہی وہ نوجوان لوگوں کو جہاد کے لیے بھرتی بھی کرتے رہے۔

ایمن الظواہری کو ان کی غیر حاضری میں ایک مصری عدالت کی طرف سے 1997 میں (Luxor) میں غیر ملکی سیاحوں پر کیے جانے والے ایک خونریز حملے کے سلسلے میں موت کی سزا بھی سنائی جا چکی ہے۔ 1998 میں الظواہری اسامہ بن لادن کی تنظیم اور ایسے دیگر عسکریت پسند گروپوں کے ساتھ مل گئے تھے، جو عام مسلمانوں کو یہ دعوت دینے میں مصروف تھے کہ انہیں 'یہودیوں اور صلیبی جنگجوؤں کے خلاف جہاد' کرنا چاہیے۔

سن 2001 میں اس مصری نژاد عسکریت پسند رہنما کا نام امریکہ کو سب سے زیادہ مطلوب دہشت گردوں کی فہرست میں اسامہ بن لادن کے نام کے بعد دوسرے نمبر پر درج کر لیا گیا۔اس وقت بھی امریکہ نے الظواہری کے سر کی قیمت 25 ملین ڈالر مقرر کر رکھی ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ القاعدہ

کا یہ رہنما اب تک امریکہ کی طرف سے اسے نشانہ بنانے کے لیے کی جانے والی کم از کم ایک عسکری کوشش میں تو بال بال بچ گیا تھا۔

ایمن الظواہری کے تکفیری افکار

ایمن الظواہری نے دور حاضر میں خارجی فکر کی نشاۃ ثانیہ کا کام سر انجام دیا۔ سید قطب کی پھانسی کے بعد اس نے "جماعۃ الجہاد" کی دوبارہ بنیاد رکھی، اور انہی نظریات کو پروان چڑھایا، جب اس جماعت پر حکومت کی طرف سے حالات سخت ہوئے اور ان پر شکنجہ کسا گیا، تو ظواہری سمیت باقی قائدین بھی مختلف ممالک کی طرف بھاگ نکلے۔ پھر جہاد افغانستان میں موقع پا کر ساری قیادت افغانستان منتقل ہوگئی اور وہاں اس نے سید قطب کے تکفیری نظریات وافکار کو خوب پھیلایا اور ساتھ ساتھ مسلمانوں کے قتل کو بھی جائز قرار دیا۔ اس نے اپنی ان باتوں کا اقرار کچھ یوں کیا کہ:

سید قطب اور اس کے ساتھیوں کے قتل اور حرکۃ الاسلامیہ کے ہزاروں افراد گرفتار ہونے کے بعد سے سید قطب کے نظریات اور دعوت کو زور سے پھیلنے کا موقعہ ملا ہے، پھر ایک نئے طریقے سے حرکۃ الجہاد الاسلامی مصر میں وجود میں آئی۔ [27]

بعض رسالوں کا جائزہ لینے کے بعد واضح ہو گیا کہ سید قطب منہج کے اعتبار سے تفسیرِ سیاسی کی طرف مائل ہے کہ جو مکمل طور پر اسلام سے منحرف کرنے والی ہے، وہ تفسیر کہ جس سے من گھڑت منحوس خارجی منہج نکلتا ہے۔

چنانچہ وہ کئی ایک باتوں میں سید قطب کے منہج کا پیروکار ہے۔ چنانچہ ہم اس کے وہ عقائد کہ جن میں وہ سید قطب کی موافقت کرتا ہے، ہم ان کو ذکر کریں گے۔

چنانچہ وہ اپنے ایک رسالے میں کہتا ہے:

بے شک حق وباطل کا معرکہ ہمیشہ جاری وساری رہتا ہے، اور یہ معرکہ صرف ایک اسلامی عقیدہ کے گرد گھومتا ہے کہ حاکمیت اور شریعت سازی کس کا حق ہے؟ اللہ تعالیٰ کا یا اس کے علاوہ کسی اور کا؟ اسی لئے اسلام کا معرکہ اسی مسئلے اور عقیدے کی وجہ سے برپا ہوتا ہے، اسلام کی مدد کرنے والے اسلام کے دشمنوں کو صرف انہی ارکانِ توحید کی وجہ سے ان کا قتل کرتے ہیں، اور ان کو مغلوب کرتے ہیں۔ [28]

اسی طرح وہ اپنے ایک عقیدے کی وضاحت کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ابو قتادہ کی موافقت کرتا ہوں کہ ان مرتدین (مسلمانوں) کی عورتوں اور بچوں کو قتل کر سکتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جماعتِ اسلامیہ (ابو قتادہ کی جماعت) نے جزائر کی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مجاہدین کی عورتوں کو آسانی دی جائے، اور انکی حرمت پامال نہ کی جائے اور ان سے خدمت نہ لی جائے کہ جس طرح وہ مجاہدین سے پر مشقت خدمت کرواتے ہیں۔ لیکن وہ باز نہیں آئے لہٰذا جو وہ کر رہے ہیں وہ دین اور اخلاق کے منافی ہے، تو ہم ان کو مہلت دے رہے ہیں کہ وہ قیدی عورتوں کو رہا

---

(27) قصۃ جماعۃ الجہاد (ص14)

(28) اعزاز راية الاسلام للظواہری (ص16)

کر دیں، اور ان پر ظلم کرنے سے باز آجائیں، وگرنہ ہم ان کا امن برباد کر دیں گے، اور ہم کسی جہادی ضرورت کی بناء پر سکیورٹی اداروں پر یلغار کرنا شرعی طور پر جائز سمجھتے ہیں، چاہے ان سکیورٹی اداروں میں مسلمان بھی کیوں نہ پائے جائیں، یا ایسے کفار کہ جن کے قتل کی عام حالات میں اسلام اجازت نہیں دیتا، جیسے بچے، بوڑھے، عورتیں، لیکن ہم پھر بھی ان کی پرواہ نہیں کریں گے۔

آپ دیکھ لیجئے! اس خارجی نے مسلمانوں کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنا جائز سمجھ لیا ہے، اور ان کی دلیل یہ ہے کہ یہ معاملہ مسئلہ تترس کی طرح ہے۔ (مسئلہ تترس یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو کہیں بھیڑ میں شب خون مارنے کی ضرورت محسوس ہو، لیکن وہیں مسلمان بھی موجود ہوں تو اگر وہ مسلم اس حملے کی زد میں آجائیں تو ان کا خون معاف ہے) لیکن ان کی یہ دلیل غلط ہے۔ کیونکہ وہ ایسے کفار کے خلاف ہے کہ جن پر شب خون مارنا ضروری ہے اور اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ لیکن اس مسئلہ کو ان جزائر کے مسلمانوں پر لاگو کرنا کہاں سے ثابت ہے؟

اور اسی طرح دشمن اگر بھیڑ میں موجود ہو تو مسئلہ تترس واقع ہوتا ہے جبکہ یہ خارجی درندے تو فوج کے مردوں، عورتوں کا قتل ان کے گھر میں داخل ہو کر کرتے ہیں، حالانکہ وہ گھروں میں اپنی حفاظت کرنے سے عاجز ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس واضح بیان کے بعد بھی کسی مسلمان کو ان کے خارجی ہونے میں شک ہے؟

اب اس کے عقائد کو بیان کرنے کے بعد ہم اسکے بعض اقوال کو ذکر کرتے ہیں کہ جن سے اس کی ذہنیت ظاہر ہوتی ہے:

- یہ اپنے ماننے والوں کو اسلامی معاشروں میں چوری اور ڈاکے کرنے کی دعوت دیتا ہے: اور کہتا ہے کہ جب یہ حکومت کا مال ہو تو ان اموال کی غنیمت جنگ کا ایک حصہ ہے۔[29]
- ایمن الظواہری اپنے مزعومہ مرتد حکام کے خلاف قتال کرنے کو تین وجوہات کی بناء پر اصلی کفار کے خلاف لڑنے پر مقدم کرتا ہے۔ یعنی اس کا کہنا ہے کہ کافروں کے خلاف قتال کرنے سے پہلے یہ بات ضروری ہے کہ ان مرتدین حکمرانوں کے ساتھ قتال کیا جائے، اور وہ اس کی تین (3) وجوہات بیان کرتا ہے:

(1) ایسے دشمن کے ساتھ قتال کرنے سے کہ جس کے ساتھ آپ کی جنگ کا آغاز نہ ہوا ہو، اس سے پہلے معین دشمن کو مارنا زیادہ ضروری ہے۔ یعنی کہ اس کا کہنا یہ ہے کہ کفار کے خلاف ہم نے ابھی جنگ شروع نہیں کی جبکہ ان حکمرانوں کے خلاف ہم پہلے سے جنگ لڑ رہے ہیں تو اس لئے جن کے ساتھ ہم پہلے سے جنگ لڑ رہے ہیں ان کو پہلے ختم کرنا زیادہ ضروری ہے۔

(2) اس کا کہنا ہے کہ اسلام کا ایک اصول ہے کہ مرتد کو ایک کافر سے زیادہ سزا ملتی ہے۔ (اسلام میں مرتد کے سزا فوری قتل ہے) تو اس لئے ان (ان کے مزعومہ) مرتد حکمرانوں کو اصلی کافر کے مقابلے میں زیادہ سزا دی جائے گی۔

---

[29] المصدر السابق (258)

(3) کیونکہ وہ سب سے زیادہ قریبی دشمن ہیں، اور قریبی دشمن کے خلاف قتال کرنا زیادہ ضروری ہے۔ اسکی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (التوبة : 123)

اے ایمان والو! اپنے قریبی کافروں سے لڑو اور لازمی طور پر وہ تم میں سختی پائیں، اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔[30]

ایمن الظواہری کی کبار علماء سے دشمنی:

اسی طرح اس نے اس صدی کے عالم شیخ عبدالعزیز بن بازؒ کے بارے میں ان کے ایک فتوے کی وجہ سے کہ جو انہوں نے یہودیوں سے صلح کے جواز کے بارے میں دیا تھا، زبان درازی کی اور کہنے لگا:

ان یہودیوں سے صلح کے فتوٰی کی وجہ سے ہزاروں نوجوانوں نے قید کی زندگی گزاری۔ یہ لوگ ان کھوکھلے ناموں (یعنی شیخ ابن بازؒ اور شیخ عثیمینؒ) کی پیروی کرتے ہیں، اور انکی مخالفت کی جرأت نہیں رکھتے، حتی کہ ان کی کتنی ہی بڑی غلطی اور اسلام سے واضح انحراف کیوں نہ ہو، اور یہ علماء نوجوانوں کے عقائد کو تباہ وبرباد کرتے ہیں، اور طاغوتی کفر کیلئے عذر گھڑتے ہیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے دشمن ہیں، اور جزیرۃ العرب میں امریکی صلیبی فوجوں کے اڈے بنانے کو اور دیار اسلام پر یہودیوں کی غاصبانہ سیاست کو جائز سمجھتے ہیں۔

لہٰذا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی زندگی اور ایمان پایا جاتا ہو، وہ اس پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ وہ وقت آچکا ہے کہ مسلم نوجوان ان کھوکھلے ناموں کہ جو نفاق میں حد سے بڑھ چکے ہیں، ان سے آزادی حاصل کریں، ،حتٰی کہ ان کی قدرومنزلت کم ہو جائے، اور وہ لوگوں کی زبانوں پر ایک مذاق بن جائیں۔

ان نوجوانوں کو چاہیے کہ ایسے سچے علماء کے ساتھ چمٹ جائیں، جو اپنے دین کی خاطر آزمائش اور مصیبت میں مبتلا کئے جاتے ہیں، کیونکہ حق واضح اور باطل غیر واضح ہوتا ہے اور ابنِ باز اور اس کے ساتھی حکومتی علماء ہیں کہ جنہوں نے مال و دولت اور مقام و مرتبہ کیلئے ہمارے دشمنوں کے سامنے ہمیں بیچ دیا ہے، لہٰذا یہ ایمان کا تقاضہ ہے کہ کفار کی طرف متوجہ ہونے سے پہلے ان منافق اور دوغلے لوگوں سے چھٹکارا حاصل کرلیا جائے۔[31]

اس کے اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ یہ گندا خارجی اپنے کینے اور بغض کو بہت عرصہ پہلے سے اپنے سینے میں چھپائے بیٹھا تھا، لہٰذا جب اس کو موقع ملا تو اس نے اپنے بغض کا اظہار کر دیا۔ لہٰذا اس کے اس عمل سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ خوارج کے بڑے اماموں میں سے ہے، کیونکہ خوارج ہی ازل سے ابد تک اہل علم کی توہین کرتے رہے ہیں۔

رہا اس کا یہ مذکورہ اعتراض تو علماء اس کا جواب کئی طرح سے دیتے ہیں کہ:

([30]) شفاء صدورالمؤمنين للظواہری (ص10، 11)

([31]) مجلة المجاہدون، العدد الحادی العشر(3/شعبان/1415)

- پہلی بات:

اس کا یہ قول بے شک دورِ حاضر کے امام کی صریح تکفیر ہے، کیونکہ اس نے ان کو منافق کہا ہے، اور کہا ہے کہ وہ نوجوانوں کی عقلوں کو خراب کرتے ہیں، اور ان کے دین کو بیچ دیتے ہیں۔ اور یہ تکفیر شیخ کے یہودیوں کے ساتھ صلح والے اجتہاد کی وجہ سے لگائی گئی ہے، فرض کریں اگر ہم اس "حروری" کی بات شیخ کے فتویٰ میں خطا کی وجہ سے مان بھی لیں، تب بھی ان کو آپ منافق نہیں کہہ سکتے کیونکہ شیخ مجتہدین میں سے ہیں، جن کے لئے دو میں سے ایک اجر تو ہر صورت ثابت ہے۔ لہٰذا اگر وہ اپنے اس فیصلے میں غلطی کے مرتکب ٹھہرے ہیں تو تب بھی وہ ایک اجر کے مستحق ہیں۔

چنانچہ امام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علمائے ربانیین (کبار، ولی اللہ) کے بارے میں فرماتے ہیں:

ومن له في الأمة لسان صدق عام بحيث يثنى عليه ويحمد في جماهير أجناس الأمة فهؤلاء هم أئمة الهدى ومصابيح الدجى وغلطهم قليل بالنسبة إلى صوابهم ، وعامته من موارد الاجتهاد التى يعذرون فيها

جو علماء عام لوگوں کے ہاں بھی سچے جانے جاتے ہوں، اور لوگ ان کی مدح وتعریف کرتے ہوں، اور امت کا اکثر وبیشتر حصہ انہیں قبول کر چکا ہو، تو یہی ائمۃ الھدیٰ ہیں، اور حقیقی مشعل راہ ہیں، انکی غلطیاں اچھائیوں کے مقابلے بہت کم ہوتی ہیں، لہٰذا جب ان سے اجتہاد کرتے ہوئے ان سے غلطی سرزد ہو جائے تو وہ معذور سمجھے جائیں گے۔[32]

- دوسری بات:

بے شک دشمنوں کے ساتھ صلح کے دلائل موجود ہیں، لہٰذا ان سے تعلقات اسی قدر رکھے جائیں گے جس قدر مسلم حکمران مسلمانوں کی مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے طے کریں گے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں یہودیوں کے ساتھ جنگیں بھی کی اور عارضی معاہدے بھی کیے، اور یہ سب کچھ اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے پیشِ نظر کیا، حالانکہ وہ قبائل یہودی اور مشرک تھے اور انہوں نے مدینہ کو ہر طرف سے گھیرا ہوا تھا، تو اس وقت مسلمانوں کا صلح کرنا لڑائی کرنے سے بہتر تھا، لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے صلح کی اور اسکے نتائج دنیا کے سامنے ہیں کہ ان معاہدوں کی وجہ سے بعد میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ اور اسلام جزیرۃ العرب میں ایک مضبوط دین بن کر ابھرا۔

- تیسری بات:

اس کا یہ قول کہ یہ علماء درباری ملاں (حکومتی) ہیں۔ تو اس کا یہ قول بد دیانتی پر مشتمل ہے اور دیانت داری سے بالکل خالی ہے۔ اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہاں عصر حاضر کے دو بڑے بڑے علماء موجود تھے، علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ مقبل بن هادی وادعی رحمۃ اللہ علیہ، اور مذکورہ دونوں علماء نہ ہی حکومت سے وظائف لیتے تھے، اور نہ ہی کبھی انہوں نے حکمرانوں کے دروازے کھٹکھٹائے، جیسا کہ تم خود ان کے بارے تسلیم کرتے ہو، کیونکہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ ایک سے زائد مرتبہ قید بھی کیے گئے، اور جلاوطن بھی کیے گئے، اسی طرح شیخ مقبل الوادعی رحمۃ اللہ علیہ

---

[32] مجموع الفتاوى (43/11)

لمبا عرصہ یمن کے پہاڑوں میں رہے ہیں، اورانہوں نے حکومت کے ساتھ بہت قلیل عرصہ گزارا ہے، تو پھر تم ان کے تکفیر کے فتوؤں کی مخالفت کیوں کرتے ہو؟ اور وہ تمہاری مخالفت کیوں کرتے ہیں؟ کیونکہ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ خوارج کے معاملے میں عصر حاضر کے علماء میں سے سب سے زیادہ سخت تھے اور ان کی سختی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ وہ خوارج کے اسلام میں بھی شک کرتے تھے۔

اور وہ کہتے تھے کہ "حقیقت میں مجھے تو ان کے اسلام میں بھی شک ہے"(33)

اور امام البانی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے پہلے محدث ہیں جنہوں نے فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں القاعدہ کو "خوارج" کا نام دیا، اور یمنی محدث علامہ مقبل الوادعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اسامہ بن لادن سے برات کا اعلان کیا ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ یہ امتِ مسلمہ کیلئے بہت بڑا شر اور فتنہ ہے۔(34)

ایمن الظواہری کے باطل اصول:

- **علماء کا قتل جائز ہے، کیونکہ یہ حکومت کے ملازم اور ان کے وفادار ہیں**

لہٰذا اس سے ایک سوال کیا گیا کہ کیا ہم ان درباری علماء کو قتل کریں کہ جن علماء نے اپنے آپ کو تھوڑی قیمت کے بدلے میں بیچ دیا، اور نوجوانوں کو جہاد سے دور کر دیا، اور مجاہدین سے لڑائی کی، اور حکام کی پردہ پوشیاں کی؟ تو اس نے جواب دیا کہ فی الوقت ان کو قتل کرنے میں کوئی حکمت نہیں، بلکہ یہودی اور صلیبی مفادات کو ختم کرنا چاہیے۔(35)

آپ غور کیجئے! اس خارجی کے نزدیک امت کے علماء کو اس وقت قتل کرنے میں کوئی مصلحت نہیں، لیکن بعد میں جب مصلحت موجود ہو گی تو کیا ان علماء کا قتل جائز ہو جائے گا؟

کچھ دیر پہلے سعودی عرب سے انہوں نے کچھ لوگوں کو اغوا کیا اور ان میں کچھ علماء بھی تھے، اور پھر ان کو قتل کر دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں اب مصلحت بدل چکی ہے، اور انکی مصلحت اب علماء کے قتل کا تقاضہ کر رہی ہے۔

- **معصوم لوگوں کو قتل کر سکتے ہیں**

اسی لئے اس نے کہا ہے کہ ہمیں اس بچے کے قتل کی بہت تکلیف ہوئی جو ہم سے بغیر ارادے کے قتل ہو گیا، لیکن حکومت اور اسکے معاونین کے خلاف جہاد کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں ہے، اور بارہا ہم نے لوگوں کو منع بھی کیا ہے کہ ان حکومتی کارندوں سے دور رہیں، اور خاص طور پر "حسن الألفی" کے ہجوم سے کہ ان کے دفتروں، ان

---

(33) السلسلة الصحيحه المجلد السابق [ص 1240]

(34) مقابله مع الشيخ مقبل الوادعي، جريدة الرأى الكويتية، العدد: (11503) بتاريخ (1998/12/19م)

(35) مقابله مع الظواهرى، اصدارالقسم الاعلامى لتنظيم القاعده(ص45) (السلسلة الصحيحه المجلد السابع(ص1240)

کے گھروں اوران کے آمدورفت کے راستوں سے دور رہیں، لیکن انہوں نے بات نہیں مانی اور ان سے چمٹے رہے، تو ہمارے لیے ان کو بھی مارنا ضروری ہو گیا، کیونکہ جہاد ان وجوہات کی بناء پر نہیں روکا جاسکتا۔ (36)

اور جب اس سے معصوم لوگوں کے قتل کے بارے میں جو دھماکوں میں قتل ہو جاتے ہیں۔کے بارے میں سوال کیا گیا کہ تو اس نے ان کے قتل کے جائز ہونے کا فتوٰی دیا، بلکہ اس نے اس پر ایک رسالہ لکھا اور اس میں اس نے ایسے دلائل دیے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک بیوقوف شخص بھی ہنس دے، اور اس کے اکثر دلائل تو ذرہ برابر بھی موضوع سے مطابقت ہی نہیں رکھتے۔

اس ڈاکٹر سرجن کے مضحکہ خیز فتاویٰ:

مجاہدین کے مختلف حملوں اور دھماکوں میں مارے جانے والے معصوم لوگوں کا حکم بیان کرتے ہوئے اس نے کہا کہ دین میں محتاط پہلو یہی ہے کہ مسلمان ہونے کی صورت میں ان کا کفارہ اور دیت دینی چاہیے لیکن یہ تب دی جائے گی کہ جب مال مجاہدین اور جہاد کی ضرورت سے زائد ہو گا۔ (37)

سبحان اللہ! قتل نقد اور دیت ادھار عجیب فقہ ہے۔

اس شخص کی گھٹیا سوچ کو واضح کرنے کیلئے ہم ایک اور چیز بیان کر رہے ہیں، اللہ جانتا ہے کہ ہم اس واقعہ کو بیان کرنے میں ہچکچاہٹ کا شکار تھے کہ اتنی علمی بحث میں جو دلائل پر مبنی ہے، اسکا گھٹیا پن کیسے بیان کروں؟ لیکن مختصراًقصہ ذکر کرتے ہیں کہ ظواہری اور اسکی جماعت افغانستان سے نکلنے کے بعد کچھ دیر سوڈان میں رہی، اور سیکیورٹی ادارے ان پر نظر رکھے ہوئے تھے، تو ان سکیورٹی اداروں نے دو نابالغ لڑکے ان میں داخل کرنے کی کوشش کی، لیکن وہ پکڑے گئے تو انہوں نے ان پر حد لگاتے ہوئے ان کو قتل کر دیا۔

اگر صرف یہی معاملہ ہوتا تو شاید یہ اتنی بڑی بات نہ تھی کیونکہ وہ بچوں کا قتل کرتے رہتے ہیں۔ حیران کن اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ کہ جماعۃ الجہاد (یعنی پرانی القاعدہ) کے لوگوں نے کہا کہ معاملہ چونکہ خطرناک ہے، اور وہ سکیورٹی ادارے ہمارے ذمہ دار تک پہنچنے کیلئے بچوں کا سہارا لے رہے ہیں، لہٰذا ہم ان کو روکنے کیلئے اور انہیں سبق سکھلانے کیلئے ان بچوں کے کپڑے اتاریں گے اور ان کے ساتھ بدکاری کریں گے۔ تاکہ وہ دوبارہ یہ کام نہ کریں۔ اور انہوں نے پھر یہ خبیث فعل سرانجام دیا۔ (38)

نعوذ باللہ من ذٰلک

---

(36) فرسان تحت رأية نبی [ص77]

(37) شفاء صدور قوم مؤمنین للظواہری ص62

(38) قصة جماعت الجہاد (ص 34)